السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی گناہ کے بارے میں کیسے پتہ چلتا ہے کہ وہ کبیرہ ہے؟ کیا یہ پہچان ضروری ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کبائر سے چونکہ بچنا ضروری ہے اس لیے ان کی معرفت حاصل کرنا بھی لازمی ہے۔ اس سلسلے میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت أسالہ عن الشر مخافة ان یدرکنی (بخاري، الفتن، الامر اذا لم تکن جماعة، ح: 7084

''لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے جبکہ میں شر کے بارے میں آپ سے پوچھتا تاکہ کہیں اس کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔''

بقول شاعر

عرفت الشر لا لشر لکن لتوقیه

ومن لم یعرف الخیر من الشر یقع فیه

''میں نے شر کو بری نیت سے نہیں پہچانا بلکہ اس سے بچنے کے لیے پہچانا ہے، جو خیر و شر کا فرق نہیں کر سکتا وہ شر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔''

(مختصر کتاب الکبائر از امام ذہبی، ص: 7 (مقدمہ) ط: 4، المکتب التعاونی، ریاض)

کبیرہ گناہوں کی درج ذیل تعریفات بیان کی گئی ہیں:

1۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس کی معرفت نص قرآنی سے ثابت ہو اور جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منع کر دیں وہ صغیرہ ہے۔

(۔ جن چیزوں کی حرمت پر تمام آسمانی شریعتوں کا اتفاق ہو وہ کبیرہ ہیں اور جو گناہ کسی شریعت میں حرام اور کسی میں حرام نہ ہوں وہ صغیرہ ہیں۔ (معاشرہ کی مہلک بیماریاں، ص: 233

3۔ جن کے ارتکاب سے معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہو جائے۔

4۔ جن کے ارتکاب سے مال و جان کا تحفظ ختم ہو جائے۔

5۔ کبائر صغائر کے لحاظ سے ہیں۔

6۔ ہمیں ان کا علم نہیں وہ لیلۃ القدر کی طرح مخفی ہیں۔

7۔ جس کے ارتکاب پر حد کا نفاذ ہوتا ہے یا دوزخ کی وعید آئی ہے یا اسے لعنت یا غضب الٰہی کا سبب قرار دیا ہے۔

(شرح عقیدہ طحاویہ از علامہ ابن عبدالعزا الحنفی (ترجمہ: مولانا محمد صادق خلیل رحمۃ اللہ علیہ)، ص: 471، ضیاء السنۃ، فیصل آباد)

8۔ اگر غلطی غیر معمولی ہو مثلاً کسی کی حق تلفی (حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد)، اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی یا ان تعلقات کو توڑنے یا خراب کرنے کی شکل میں ہوں جن پر انسانی زندگی کا امن اور قرار منحصر ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہیں۔ ((کبیرہ گناہوں کی حقیقت، ص: 13

(۔ کبیرہ گناہ وہ ہے کہ جس گناہ پر وعید آئی ہے جیسے قتلِ ناحق، زنا اور چوری کرنا وغیرہ۔ (مواہب الرحمٰن 92/19

(Definition) ان تعریفات پر تبصرہ اور صحیح تعریف

ان تعریفات میں سے بعض تو کلیۃً غلط ہیں اور بعض جزوی طور پر غیر صحیح ہیں۔ پہلی تعریف اس لیے غلط ہے کہ بہت سی احادیث میں بعض گناہوں کو کبائر کہا گیا ہے اور ان پر کوئی اختلاف نہیں۔ دیگر تعریفات پر تبصرہ کرتے ہوئے شارح عقیدہ طحاویہ لکھتے ہیں:

یہ قول (کہ جس کی حرمت پر تمام شرائع کا اتفاق ہے) اس کا تقاضا یہ ہے کہ شراب نوشی، میدانِ جہاد سے بھاگنا، بعض محرمات سے نکاح کرنا ان سب کو کبائر کی فہرست سے خارج کر دیا جائے اور یتیم کے مال سے ایک دانہ چوری کرنا، ہلکا سا جھوٹ بولنا وغیرہ کبائر کی فہرست میں داخل ہوجائیں حالانکہ یہ درست نہیں اور جس شخص نے کبائر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس سے معرفت باللہ کا دروازہ بند ہوجائے یا مال اور جان ضائع ہوجائے اس کی بات کا مطلب یہ ہوگا کہ شراب نوشی، خنزیر، مردار اور خون کھانا اور پاکدامن عورتوں کو متہم کرنا کبائر میں شمار نہ ہوں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے اور جس شخص نے کہا کہ انہیں اضافی لحاظ سے کبائر کہا ہے یا جس کام سے اللہ نے روکا ہے وہ کبیرہ ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کو صحائر، کبائر میں تقسیم نہ کیا جائے حالانکہ یہ غلط ہے، اس لئے کہ یہ بات ان نصوص کے خلاف ہے جو گناہوں کو صغائر، کبائر دو قسموں میں تقسیم کرتی ہیں اور یہ (قول کہ کبائر کا علم ہی نہیں ہے یا کبائر مبہم ہیں، یہ درست نہیں، وہ اپنے عدم علم کی بنا پر حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے۔ (شرح عقیدہ طحاویہ، ص: 472

حد، جہنم کی وعید اور لعنت و غضب الٰہی کا تذکرہ جس تعریف میں کیا گیا ہے اس کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

یہ قول مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آگے چل کر اس تعریف کی وجوہِ ترجیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ ایسا قاعدہ ہے جو اُن تمام اعتراضات سے بالکل محفوظ ہے جو اُس کے غیر پر ہو رہے ہیں۔ اس قاعدہ میں ہر وہ گناہ داخل ہے جس کا کبیرہ ہونا نص کے ساتھ ثابت ہے جیسے شرک، قتل، زنا، جادو، پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں کو متہم کرنا، اس طرح اور گناہ بھی ہیں جیسے میدانِ جنگ سے بھاگنا، یتیم کے مال کو کھانا، سود کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی قسم اٹھانا، جھوٹی گواہی دینا وغیرہ۔ اس قول کے راجح ہونے کے کچھ اسباب ہیں، ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ سلف صالحین، ابن عباس، ابن عیینہ، ابن حنبل وغیرھم سے منقول ہے، دوسرا سبب ارشادِ خداوندی ہے:

اِن تَجتَنِبوا كَبائِرَ ما تُنهَونَ عَنهُ نُكَفِّر عَنكُم سَيِّـٔاتِكُم وَنُدخِلكُم مُدخَلًا كَريمًا ٣١ ... سورة النساء

"تم بڑے بڑے گناہوں سے، جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے، اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کردیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔"

اس کریمہ وعدہ کا وہ انسان حقدار نہیں جسے اللہ کے غضب اور لعنت کی دھمکی دی گئی ہے، اسی طرح جو شخص اس قابل ہے کہ اس پر حدِ شرعی قائم کی جائے۔ صرف کبائر گناہوں سے احتراز کرنا اس کی برائیوں کا کفارہ نہ ہوگا۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ اس قاعدے کا تعلق ان گناہوں کے ساتھ ہے جن کا ذکر کتاب اللہ اور سنت میں ہے ان گناہوں پر حد کا نفاذ شارع سے معلوم ہو رہا ہے۔ چوتھا سبب بیان کردہ قاعدہ سے کبائر اور صغائر میں فرق ممکن ہے (دیگر اقوال سے فرق ممکن نہیں۔ (ایضا، ص: 471-472

علامہ ابن عبدالعز حنفی کے علاوہ بھی بہت سے علماء اور مفسرین نے اسی قاعدہ کو ترجیح دی ہے اور اسی کی تحسین کی ہے۔ نیز اس پر کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ عبدالرحمٰن صالح محمود لکھتے ہیں:

ہر وہ معصیت کبیرہ گناہ ہے جس پر دنیا میں حد اور عذابِ آخرت کی وعید ہو۔ شیخ الاسلام (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے:

یا جس پر ایمان کی نفی کی گئی ہو یا جس کے ارتکاب پر لعنت کی گئی ہو یا اس طرح کے گناہ۔ ابن نحاس دمشقی نے اس پر یہ اضافہ کیا:

جس پر عذابِ جہنم کی وعید ہو یا جس کے مرتکب کو قرآن و حدیث میں فاسق کہا گیا ہو۔

(المحرمات والمنهيات، ص: 63، المكتب التعاوني للدعوة والارشاد، حي المنار، رياض)

(جس گناہ کی بابت یہ ذکر ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں یا اس سے کلام نہ کرے گا یا اس پر غصے ہوگا وہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ (تیسیر القرآن 374/1

امام نووی نے جس تعریف کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے:

ہر وہ معصیت کبیرہ گناہ ہے جس پر حد لاگو ہوتی ہو یا جس پر جہنم کی وعید یا لعنت و غضب ہو۔ یہ تعریف ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(شرح مسلم للنووی 85/2 المطبۃ المصریۃ)

شیخ احمد بن حجر لکھتے ہیں:

(زیادہ جامع اور مستحسن تعریف یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر کوئی حد، سخت وعید، اللہ کی لعنت یا اس کے غضب کا اظہار ہو۔ (معاشرہ کی مہلک بیماریاں، ص: 33

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی اپنی تفسیر میں (اِن تَجتَنِبوا كَبائِرَ) کے بارے میں لکھتے ہیں: کبائر سے اجتناب میں فرائض کی ادائیگی بھی شامل ہے کیونکہ ان فرائض جیسے نمازِ پنجگانہ، نمازِ جمعہ اور صیامِ رمضان کا تارک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں: کبیرہ گناہوں کی تعریفات یا اس کے مرتکب سے ایمان کی نفی کی گئی ہو یا اس پر لعنت مترتب ہوتی ہو یا غضب۔

(تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان 27/2، ط: 1398، موسستہ مکۃ، مکہ مکرمہ)

حداور وعیدوالی تعریف کے بارے میں سید امیر علی لکھتے ہیں:

(یہ تفسیر کبیرہ کی پسندیدہ تعریف ہے۔ (مواھب الرحمٰن 20/2

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

کبیرہ گناہ کی تعریف قرآن وحدیث اور اقوال سلف کی تشریحات کے ماتحت یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن میں کوئی شرعی حد یعنی سزا دنیا میں مقرر کی گئی ہے یا جس پر لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، یا جس پر جہنم وغیرہ کی وعید آئی ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں، اسی طرح ہر وہ گناہ بھی کبیرہ میں داخل ہوگا جس کے مفاسد اور نتائج بد کسی کبیرہ گناہ کے برابر یا اس سے زائد ہوں، اسی طرح جو گناہ جراءت اور بے باکی کے ساتھ کیا جائے یا جس پر مداومت کی جائے تو وہ بھی کبیرہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ (معارف القرآن 385/2)

ایسی ہی تعریف کو سید مودودی نے ترجیح دی ہے، لکھتے ہیں:

اس معاملہ میں جس بات پر ہمارا اطمینان ہے وہ یہ ہے کہ ''ہر وہ فعل گناہ کبیرہ ہے جسے کتاب وسنت کی کسی نص نے حرام قرار دیا ہو یا اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول نے دنیا میں کوئی سزا مقرر کی ہو یا اس پر آخرت میں عذاب کی وعید سنائی ہو یا اس کے مرتکب پر لعنت کی ہو یا اس کے مرتکبین پر نزول عذاب کی خبر دی ہو۔'' (تفہیم القرآن 213/5)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ افکارِ اسلامی

گناہانِ کبیرہ، صفحہ:592

محدث فتویٰ